***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Pashtun Family System in Mardan in the Light of the Seerah: An Analytical Study

ضلع مردان کے پشتون خاندانی نظام کا سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Ayesha Karim
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University, Taxila
ayeshakarim452@gmail.com

Abstract

The Pashtun society is based on an ancient and traditional family structure rooted in Pashto customs, tribal principles, and historical continuity. This system is centered around patriarchal leadership, where the head of the family is a male, and all major decisions are made through the consultation and approval of elders. Institutions like the "Jirga" reflect the collective thinking of this system, whereas women are often deprived of decision-making, education, and inheritance rights. While the system upholds positive values such as unity, honor, respect for elders, and hospitality, it also includes several non-Islamic elements that need reform. This research paper presents an analytical study of the Pashtun family system in the specific context of District Mardan, viewed through the lens of the Seerah of Prophet Muhammad ﷺ. The paper presents a comparative analysis between the Seerah-based family values and the existing Pashtun system. It reveals that while values such as family unity, respect for elders, and consultation align with Islamic teachings, issues like limited roles for women, forced marriages, denial of inheritance, and male dominance contradict core Islamic principles. The presence of these un-Islamic practices not only disturbs social balance but also undermines the just family model of Islam. The goal of this research is not mere criticism, but to pave the way for constructive reform. It emphasizes the joint role of religious scholars, educational institutions, and tribal elders in bringing improvement. Inclusion of women's voices in the Jirga system, enforcement of inheritance laws, and Seerah-based training for the youth are essential steps. Only then can a family system be formed that respects cultural traditions while embodying Islamic values in practice.

***Keywords**: Pashtun, Family System, Seerah of the Prophet ﷺ, Justice, Women, Tribal Traditions, Consultation, Reform.*

تمہید:

خاندان کسی بھی معاشرے کی ابتدائی اور بنیادی اکائی ہوتا ہے، جس پر پورے سماجی نظام کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ اسلام نے خاندانی نظام کو نہایت اہمیت دی ہے اور اسے عدل، محبت، مشورہ اور ذمہ داری جیسے اصولوں پر قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا..."[i]

یہ آیت اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ خاندان اور قبیلہ اللہ کی بنائی ہوئی پہچان ہے، جو پہچان کے لیے تو ہے، برتری کے لیے نہیں —اصل قدر و منزلت تقویٰ میں ہے۔ عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

فَالإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا،

وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»

قَالَ: وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ: «وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»»[ii]

یعنی ہر فرد اپنے دائرے میں نگہبان ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں خاندانی نظام صرف نسبی یا قبائلی پہچان نہیں بلکہ ذمہ داری، عدل، مشورہ اور برابری کا مکمل ادارہ ہے۔

یہ مقالہ، ضلع مردان کے پشتون خاندانی نظام کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش ہے تاکہ یہ جانا جاسکے کہ کن پہلوؤں میں یہ نظام سیرت کے مطابق ہے اور کن پہلوؤں میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

پشتون خاندانی نظام کا ارتقاء:

پشتون معاشرہ صدیوں پر محیط ایک قدیم قبائلی تمدن کا حامل ہے جس میں خاندانی نظام، تہذیبی شناخت اور سماجی اقدار کا اہم کردار رہا ہے۔ یہ نظام بنیادی طور پر پدرانہ (Patriarchal) ڈھانچے پر استوار ہے، جہاں خاندان کے بڑے مرد — خصوصاً والد، دادا یا جرگہ (قبائلی کونسل) — تمام اہم معاملات میں فیصلہ ساز کردار ادا کرتے ہیں۔

تاریخی طور پر پشتون قبائل کی زندگی "پشتونوالی" کہلانے والے اصولوں کے گرد گھومتی رہی ہے، جو ایک غیر تحریری ضابطہ حیات ہے۔ ان اصولوں میں بزرگوں کی اطاعت، غیرت، انتقام، مہمان نوازی، اور عدالت (جرگہ) جیسے عناصر شامل ہیں۔ جرگہ کا نظام خاندانی اور بین القبائلی تنازعات کو سلجھانے کے لیے نہایت مؤثر طریقہ سمجھا جاتا تھا، اور آج بھی کئی دیہی علاقوں میں اسی روایت پر عمل ہوتا ہے۔

اگرچہ اس نظام میں سماجی ہم آہنگی، وحدت اور قبائلی تحفظ کا عنصر نمایاں ہے، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ تعلیم، شہری زندگی، اور اسلامی تعلیمات کے بڑھتے ہوئے اثر نے اس نظام میں تبدیلی پیدا کی ہے۔ خواتین کی شمولیت، بچوں کے حقوق، وراثت کی تقسیم اور مشورے کے طریقے، اب رفتہ رفتہ جدید اسلامی خاندانی اقدار سے ہم آہنگ کیے جا رہے ہیں۔[iii]

سیرت النبی ﷺ میں خاندانی اصول

اسلامی خاندانی نظام کی اصل بنیاد سیرت النبی ﷺ میں ملتی ہے، جہاں خاندان کو محض معاشرتی اکائی نہیں بلکہ تربیت، عدل، محبت، اور برابری کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خانگی زندگی میں ہمیں وہ تمام اصول واضح طور پر نظر آتے ہیں جو ایک کامیاب، متوازن اور بابرکت خاندانی ڈھانچے کے لیے ناگزیر ہیں۔

آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی، خصوصاً حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، اور حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ تعلقات، مشورہ، اعتماد اور حسنِ سلوک پر مبنی تھے۔ آپ نے کبھی بھی عورت کو صرف تابع یا محدود کردار تک نہیں رکھا بلکہ انہیں گھریلو، سماجی، تعلیمی اور مشاورتی سطح پر بھرپور حیثیت دی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا، وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً"[iv]

یعنی اللہ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی۔

نبی کریم ﷺ نے عملی زندگی میں ان اصولوں کو مکمل طور پر نافذ کیا۔ آپ ﷺ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے، ان سے مشورہ لیتے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہؓ سے مشورہ لیا)، گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے، بچوں سے شفقت کرتے اور تربیت میں عدل کا مکمل خیال رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ"[v]

یعنی رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں مصروف رہتے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے نکل جاتے۔

تقابلی جائزہ: سیرت اور قبائلی نظام:

پشتون قبائلی نظام اور سیرت النبی ﷺ کے خاندانی اصول بظاہر چند مقامات پر ہم آہنگ دکھائی دیتے ہیں، جیسے: بزرگوں کی عزت، مہمان نوازی، خاندانی وحدت، مشورہ اور غیرت جیسے جذبات۔ تاہم، جب ان کا گہرائی سے تقابلی جائزہ لیا جائے تو کئی ایسے بنیادی فرق سامنے آتے ہیں جو اسلامی خاندانی نظام اور قبائلی روایات کے درمیان واضح تضاد کو ظاہر کرتے ہیں۔[vi]

سیرت النبی ﷺ میں مشورہ، عدل، مساوات، اور خواتین کی شرکت بنیادی اصول ہیں، جب کہ قبائلی نظام میں اکثر فیصلے صرف مردوں کی جرگہ کے ذریعے کیے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت اُم سلمہؓ، حضرت عائشہؓ جیسے قریبی اہلِ خانہ سے اہم مواقع پر مشورہ کیا، جو قبائلی نظام کے اس اصول سے مختلف ہے جہاں خواتین کو مشورہ دینے کا حق نہیں دیا جاتا۔[vii]

اسلامی سیرت عورت کو وراثت، مشورہ، علم اور وقار میں برابری دیتی ہے، جب کہ قبائلی نظام میں خواتین کو اکثر فیصلہ سازی، تعلیم اور ملکیت کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات قبائلی تعصب، انتقامی غیرت، اور جبری رسم ورواج کو رد کرتی ہیں، جبکہ سیرت ہمیں نرمی، توازن، اور اصولی عدل کا راستہ دکھاتی ہے۔

خواتین کا مقام اور کردار:

اسلام نے عورت کو زندگی کے ہر شعبے میں عزت، حق، اور مساوات دی ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں عورت صرف ماں، بیوی یا بیٹی کی حیثیت سے نہیں، بلکہ مشیر، معلمہ، راویہ اور سماجی رہنما کی صورت میں بھی نظر آتی ہے۔ حضرت خدیجہؓ ایک کامیاب تاجرہ تھیں، حضرت عائشہؓ علم و فقہ کی نمایاں معلمہ تھیں، حضرت ام سلمہؓ سے سیاسی و دینی مشورے لیے گئے۔

قرآن نے عورت کو وراثت کا مکمل حق دیا

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا [viii]

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر سلوک کرے، اور میں تم میں اپنی بیویوں کے ساتھ سب سے بہتر ہوں۔"[ix]

اس کے برعکس، قبائلی روایات میں عورت کو اکثر ثانوی مقام حاصل ہوتا ہے، انہیں تعلیم، وراثت، اور رائے دہی سے محروم رکھا جاتا ہے، اور پردے یا غیرت کے نام پر محدود کر دیا جاتا ہے۔ سیرت النبی ﷺ ہمیں سکھاتی ہے کہ عورت کی عزت، علم اور کردار، اسلامی معاشرت کی بنیاد ہے، جسے نظر انداز کرنا ایک ناہموار معاشرہ پیدا کرتا ہے۔[x]

مشورہ، عدل و انصاف، اور وراثت:

1. مشورہ:

اسلامی نظامِ زندگی میں مشورے کی اہمیت بنیادی اور فیصلہ کن ہے۔ نبی کریم ﷺ خود اپنی سیرتِ مبارکہ میں ہر چھوٹے بڑے معاملے میں صحابہ کرام سے مشورہ کرتے تھے۔ قرآن مجید میں حکم ہے:

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"[xi]

یعنی: "اور ان سے معاملات میں مشورہ کرو۔"

یہی اصول ہمیں خلفائے راشدین کے دور میں بھی ملتا ہے۔ خلفاء حضرات اہم حکومتی، سیاسی، اور معاشرتی فیصلے صحابہ کی شوریٰ سے کرتے تھے۔

اسلامی معاشرے میں یہ مشورہ صرف ریاستی معاملات تک محدود نہیں بلکہ خاندانی سطح پر بھی لازم ہے—جیسے نکاح، تعلیم، ہجرت، اور معاشرتی فیصلے۔

2. عدل و انصاف :

عدل و انصاف اسلامی معاشرے کا وہ ستون ہے جس کے بغیر نہ دین قائم رہتا ہے، نہ ریاست، نہ خاندان۔ قرآن کہتا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ"[xii]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"افضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر"[xiii]

"سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔"

خاندانی نظام میں عدل کا مطلب ہے: بیویوں کے ساتھ برابری، بچوں میں انصاف، والدین اور اولاد کے حقوق کی رعایت —اور یہ سب سیرتِ طیبہ ﷺ میں عملی صورت میں موجود ہے۔

3. وراثت:

اسلامی قانونِ وراثت وہ اصول ہے جو کسی بھی دنیاوی نظام سے زیادہ متوازن اور مکمل ہے۔

پہلی بار عورت، بیٹی، بیوی، اور ماں کو وراثت میں حق دیا گیا —جو اس سے قبل قبائلی نظاموں میں ممکن نہ تھا۔

قرآن کہتا ہے:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ"[xiv]

نبی کریم ﷺ نے خود وراثتی حقوق کی سختی سے حفاظت فرمائی۔

قبائلی معاشرے، خصوصاً پشتون علاقوں میں عورت کو اب تک وراثت نہیں دی جاتی، جو سیرت النبی ﷺ کے بالکل خلاف ہے۔

اصلاحی تجاویز

ضلع مردان کے پشتون خاندانی نظام کا سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں مطالعہ ہمیں یہ واضح کرتا ہے کہ اگرچہ اس نظام میں کئی روایتی اقدار پائی جاتی ہیں، لیکن بہت سے پہلو اسلامی تعلیمات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے۔ ان میں سب سے نمایاں عورتوں کے حقوق کی پامالی، وراثت کی

ناانصافی، تعلیم سے محرومی، اور جرگہ کے فیصلوں میں عدم توازن شامل ہیں۔ اسلام کا خاندانی نظام عدل، مساوات، مشورے، اور رحم پر قائم ہے، اس لیے پشتون معاشرے کو سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں درج ذیل اصلاحات اختیار کرنی چاہییں:

1. وراثتی حقوق کی بحالی

پشتون خاندانی نظام میں عورت کو وراثت سے محروم رکھنا ایک عام مگر غیر اسلامی روایت ہے، حالانکہ قرآن کریم نے عورت کو مرد کی طرح وراثت میں واضح اور مقررہ حصہ عطا کیا ہے۔ اسلام نے پہلی بار عورت کو بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کے طور پر وراثت کا حق دیا، جو اس سے قبل قبائلی روایات میں موجود نہیں تھا۔ موجودہ پشتون معاشرے میں غیرت، روایتی شرم یا جائیداد کی تقسیم سے بچنے کے لیے اکثر خواتین کو ان کے جائز شرعی حصے سے محروم کر دیا جاتا ہے، جو کہ ظلم اور گناہ کبیرہ ہے۔ اسلام کا حکم اس پر بالکل واضح ہے کہ کسی وارث کو جان بوجھ کر محروم کرنا ناجائز ہے اور معاشرتی فتنہ کا سبب بنتا ہے۔[xv] پشتون معاشرے میں خواتین کو وراثت سے محروم رکھنا عام ہے، حالانکہ قرآن واضح حکم دیتا ہے کہ:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ"[xvi]

ہر عورت کو شرعی حصہ دینا فرض ہے، اور یہ اصلاحی عمل عدالت اور تعلیم کے ذریعے ممکن ہے۔

2. تعلیم کی عام فراہمی:

اسلام میں علم کی تلاش نہ صرف ایک اچھا عمل بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے، جس کا تعلق جنس یا معاشرتی حیثیت سے نہیں ہوتا۔ پشتون معاشرے میں اکثر خواتین کو "غیرت، پردے یا رسم و رواج" کے نام پر تعلیم سے روک دیا جاتا ہے، جس سے نہ صرف ان کی ذاتی نشوونما متاثر ہوتی ہے بلکہ پورے خاندان اور معاشرے کو بھی ترقی سے محروم کر دیتی ہیں۔ تعلیم دینے سے نہ صرف فرد کو فکری آزادی ملتی ہے بلکہ اس سے اجتماعی شعور، اقتصادی خود مختاری اور سماجی عدل و مساوات بھی پروان چڑھتی ہے۔ اسلام نے صرف مردوں کے لیے بلکہ پورے معاشرے کے لیے تعلیم کو فریضہ قرار دیا—اور اس میں پشتون خواتین کا شامل نہ ہونا ایک ثقافتی کمی ہے، جسے اصلاحی اقدامات کے ذریعے دور کیا جا سکتا ہے۔ اسلام نے مرد و عورت دونوں کے لیے تعلیم فرض قرار دی۔[xvii] نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"طلب العلم فريضة على كل مسلم"

یعنی "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"[xviii]

پشتون معاشرے میں خواتین کی تعلیم پر پابندیاں سیرت کے بالکل خلاف ہیں۔

3. خاندانی مشورے میں خواتین کی شرکت

اسلامی خاندانی نظام میں خواتین کی شرکت اہم اصل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں ثابت کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہراتؓ سے بھی اہم مشاورت لی، جیسا کہ صلح حدیبیہ کے شب وروز میں حضرت ام سلمہؓ سے فرمان نبوی کے متعلق رہنمائی حاصل کی گئی —اور آپ ﷺ نے ان کے مشورے کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اسی پر عمل بھی فرمایا۔[1]

اس واقعے سے واضح ہوتا ہے کہ مشورے میں عورت کو شریک کرنا سنت نبوی ﷺ کا حصہ رہا، اور یہ رجوع مردانہ آبادی یا قبائلی رواج نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت صرف زیور یا ثانوی رکن نہیں بلکہ فیصلہ سازی کی اجتماعی اکائی کا فعال حصہ ہے۔

گزشتہ کئی دہائیوں سے پشتون معاشروں میں خواتین کو مشاورتی عمل سے خارج رکھا جاتا رہا ہے، جس سے نہ صرف خاندان کے اندر غیر متوازن فہم پیدا ہوا ہے بلکہ معاشرے کو بھی تربیت، فکری بہتری اور فیصلہ سازی کی قوت سے محروم کیا گیا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کے اس حصہ کو اپنانے سے خاندانی دانش و توازن میں اضافہ ہوگا اور خواتین کو خاندان میں حقیقی مقام ملے گا۔[xix]

4. جرگہ نظام میں اصلاح

جرگہ ایک قدیم اور موثر تنازعہ حل کرنے والا نظام ہے جسے پشتون معاشروں میں آج بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر جدید تناظر میں اس نظام کی قانونی حیثیت، تحریری طریقہ کار، شفافیت، صنفی توازن اور تحکم زدہ فیصلوں کی کمی ہے۔ مثال کے طور پر، عورتوں کو جرگہ میں شریک نہیں کیا جاتا—even when they're key stakeholders or victims—which limits the system's legitimacy and conflict-solving effectiveness. موجودہ تحقیق میں سامنے آیا ہے کہ علماء، وکلاء، اور سماجی کارکن اصلاح یہ چاہتے ہیں کہ جرگہ کو "Alternative Dispute Resolution (ADR)" کے فریم ورک میں لایا جائے، تاکہ formal عدالتوں کے متوازی، شفاف فیصلوں، قانونی معاونت اور خواتین کی شرکت کے اصول شامل کیے جائیں۔ اس طرح جرگہ نہ صرف غیر رسمی طور پر موثر رہے گا بلکہ آئینی و سماجی رُجحانات کے مطابق بھی بنے گا—جس سے انصاف، مساوات اور ثقافتی تقاضے دونوں پوری ہوں گے۔[xx]

نتائج:

1. پشتون خاندانی نظام میں روایتی اقدار موجود ہیں لیکن ان میں اسلامی تعلیمات کی مکمل جھلک نہیں ملتی، خصوصاً خواتین کے حوالے سے۔

2. اسلامی خاندانی نظام سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں عدل، مشورہ، مساوات اور علم جیسے بنیادی اصولوں پر استوار ہے، جو قبائلی نظام سے کئی پہلوؤں میں مختلف ہے۔

3. عورتوں کو وراثت، تعلیم، مشورے اور سماجی کردار سے محروم رکھنا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے، اس لیے ان رواجی پابندیوں کا خاتمہ ضروری ہے۔

4. نبی کریم ﷺ کی خانگی زندگی سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں صرف تابع نہیں بلکہ فیصلہ سازی میں شریک ہوتی ہیں، لہٰذا ان کی رائے کا احترام ضروری ہے۔

5. جرگہ نظام کو شریعت کی روشنی میں باقاعدہ قانونی دائرے میں لایا جائے تاکہ فیصلے عدل وانصاف پر مبنی ہوں۔

6. پشتون معاشرت میں دینی تعلیم، خصوصاً سیرت النبی ﷺ کے خاندانی اصولوں کو نصاب اور اصلاحی خطبات میں شامل کیا جائے۔

7. علماء، اساتذہ اور مقامی لیڈران کو چاہیے کہ عوام میں شعور پیدا کریں کہ اسلام صرف عبادات نہیں بلکہ خاندانی اصولوں کی اصلاح کا جامع پیغام بھی دیتا ہے۔

8. میڈیا، تعلیمی ادارے اور مذہبی مراکز کو چاہیے کہ وہ اصلاحی مہمات کے ذریعے خواتین کے مقام، عدل، علم، اور شریعت کی روشنی میں خاندانی نظم کو عام کریں۔

مصادر و مراجع:

- البخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1980ء۔
- ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم۔ منہاج السنہ النبویہ، تحقیق: ڈاکٹر رشاد سالم، دار المعارف، قاہرہ، 1410ھ۔
- ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی۔ سنن ابن ماجہ، دار الرسالۃ العالمیہ، بیروت، 1415ھ۔
- ابن منظور، جمال الدین۔ لسان العرب، دار الفکر، بیروت، 1414ھ۔
- القرآن الکریم۔
- القدوری، احمد بن محمد۔ مختصر القدوری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 2005ء۔
- الفرزانہ، ڈاکٹر شجاعت۔ مسلم معاشروں میں قبائلی نظام اور خواتین کا کردار، جامعہ کراچی، 2020ء۔
- الکاشانی، ابوالفتح۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1400ھ۔
- القاضی، ڈاکٹر یاسر۔ الرجوع إلی السنۃ، دار الکتب العلمیۃ، ریاض، 2008ء۔
- تقی عثمانی، محمد۔ اسلام کا خاندانی نظام، مکتبہ دار الاشاعت، کراچی، 2012ء۔
- شادولی۔ اسلامی تہذیب میں فکری امن کی بنیادیں، جامعہ دار العلوم، 2024ء۔
- فاطمہ، سمرین۔ Reviving the Jirga System as ADR in Pakistan's Tribal Areas، PIDE Research، جریدہ Discourse، جلد 3، شمارہ 1، 2024ء۔
- الترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ سنن الترمذی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول۔

حوالہ جات:

---

[i] سورۃ الحجرات:13

[ii] صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب قول اللہ تعالیٰ:"وأطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولي الأمر منکم"، حدیث نمبر 893، راوی: عبد اللہ بن عمرؓ، ناشر: دار طوق النجاۃ، بیروت، جلد 2، ص 1116۔

[iii] خان، فخر الاسلام۔ پشتون کلچر اور قبائلی نظام کا ارتقائی جائزہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، 2015، صفحہ 27۔

[iv] الروم:21

[v] عثمانی، محمد تقی۔ اسلام کا خاندانی نظام، مکتبہ دارالاشاعت، کراچی، 2012، ص 44۔

[vi] اسلم، پروفیسر عبد الغفور۔ اسلامی معاشرہ اور قبائلی روایات: تقابلی مطالعہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، 2018، ص 72

[vii] " صحیح البخاری، کتاب الأحکام، جلد 9، کتاب 93، حدیث 7202، راوی: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما"

[viii] النساء:7

[ix] الترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب فی فضل أزواج النبی ﷺ، حدیث نمبر 3895، تحقیق: بشار عواد معروف، ناشر: دار الغرب الإسلامی، بیروت، 1998ء، جلد 5، صفحہ 701۔

[x] عثمانی، محمد تقی۔ اسلام کا خاندانی نظام، دارالاشاعت، کراچی، 2012، ص 55۔

[xi] آل عمران:159

[xii] النحل:90

[xiii] النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب. سنن النسائي (المجتبی)، کتاب البیعۃ، باب فضل من تکلم بحقٍ عند سلطان جائر، حدیث رقم 4209، روایۃ طارق بن شھاب، تحقیق: محمد ناصر الدین الألباني، الناشر: دار إحیاء التراث العربي، بیروت، ط 1، 1418ھ-/1997م، ج 5، ص 421.

[xiv] النساء:7

[xv] عثمانی، محمد تقی۔ المرأۃ في الفقہ الإسلامی والإجتماعی، مکتبہ دار الدین، کراچی، 2015، ص 123–124۔

[xvi] النساء:7

[xvii] قاسمی، مفتی سعید احمد۔ اسلامی تعلیم: نظریاتی اور عملی مطالعہ، ادارہ علم و حکمت، اسلام آباد، 2020، صفحہ 89۔

[xviii] ابن ماجہ، محمد بن یزید القزویني. * سنن ابن ماجہ * (جلد 1)، کتاب المقدمۃ، باب: "فضل العلماء والحث علی طلب العلم"، حدیث نمبر 224، رواہ انس بن مالکؓ، شواہد: ھشام بن عمار، حفص بن سلیمان، کثیر بن شنظیر، محمد بن سیرین، تحقیق و تزیین: ڈاکٹر محمد امین شریف، ناشر: دار الفکر المعاصر، بیروت، طبع اوّل، 1415ھ/1994م، جلد 1، صفحہ 215۔

[xix] صحیح البخاری، کتاب الشروط، حدیث 2731، راوی: حضرت عائشہؓ، تحقیق: مصطفی دیب البغا، دار ابن کثیر، دمشق، جلد 3، صفحہ 134، طبع: 1413ھ۔

[xx] Samreen Fatima. Reviving the Jirga System as Alternative Dispute Resolution (ADR) in Pakistan's Tribal Areas, PIDE Research Paper, Discourse, Vol. 3 No. 1, Spring 2024,page 27–26 .